4۔پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

علامہ اقبال

(1877ء۔۔۔1938ء)

ابتدائی حالات:

ہمارے قومی اور ملی شاعر، مفکر اور نظریہ پاکستان کے خالق علامہ محمد اقبال سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام شیخ نور محمد تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم سیالکوٹ سے حاصل کی لاہور سے فلسفے میں ایم اے کیا۔ اعلی تعلیم کے لیے اور وہاں لاہور ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ وطن واپسی پر وکالت کا پیشہ اختیار کیا 1930۔ میں خطبہ الہ آباد میں مسلمانوں کے لیے ایک الگ ملک کا نظریہ پیش کیا۔ ۱۹۳۸ میں انتقال کیا اور لاہور میں بادشاہی مسجد کے قریب دفن ہوئے۔

پر سوز شاعری:

علامہ اقبال نے اردو فارسی دونوں زبانوں میں پورا سر اور پر سوں شاعری کی ہے۔ انہوں نے اپنی شاعری کا آغاز غزل گوئی سے کیا مگر بعد میں زیادہ تر توجہ نظم نگاری کی جانب مبذول کر دی کیونکہ اپنا مقصد پہنچانے کا زیادہ موثر ذریعہ تھا۔ اقبال کا دائرہ فکر مشاہدہ کائنات اور مطالعہ بہت وسیع تھا۔ آپ اللہ تعالی اور اس کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق تھے اور اس چاہت اور عقیدت کا اظہار جا بجا ان کے کلام میں دکھائی دیتا ہے۔

خودی بے خودی کا فلسفہ:

اقبال نے محض روایتی عشق و عاشقی کے موضوعات سے ہٹ کر اپنی شاعری میں زندگی، کائنات، خدا، ابلیس، عقل خرد، تصوف، قومیت، مردمومن، سیاست وملکا اور خودی اور بے خودی کا فلسفہ پیش کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اقبال جیسا عظیم شاعر فلسفی آج تکمدیدانہ ہو سکا۔

تصانیف:

"بانگ درا"، "بال جبریل" اور "ضرب کلیم" ان کی اردو شاعری کی کتابیں ہیں۔ "ارمغان حجاز" میں بھی کچھ اردو نظمیں شامل ہیں جبکہ اس کا غالب حصہ فارسی میں ہے۔ فارسی کے دیگر شعری مجموعہ میں "پیام مشرق"، "جاوید نامہ"، "زبور عجم"، "رموز بے خودی" اور "اسرار خودی" شامل ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
استوار	مضبوط، مستحکم	برگ وبار	درخت کے پتے اور پھل
ڈالی	شاخ، ٹہنی	سبق اندوز ہونا	سبق سیکھنا
سحاب	بادل، ابر، گھٹا	شاخ بریدہ	کٹی ہوئی شاخ
شجر	درخت	عہد خزاں	خزاں کا موسم
قاعدہ	طریقہ، دستور	نغمہ زن	نغمہ گانے والا

Urdu

نشاۃ کی تشریح

شعر ۱

ڈالی گئی جو فصلِ خزاں میں شجر سے ٹوٹ
ممکن نہیں بہار میں وہ شاخ جڑ سکے

تشریح

علامہ اقبال اسلام کے دورِ عروج اور ملتِ اسلامیہ کے انحطاط اور انتشار کے بعد اس کے احیا کے داعی تھے۔ اس شعر میں انہوں نے ملت کے اجتماعی زوال اور انتشار کو ایک درخت سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح خزاں میں درخت کی شاخیں سوکھ کر گر جاتی ہیں اور بہار آنے پر بھی وہ شاخیں دوبارہ اسی درخت سے نہیں جڑ سکتیں، اسی طرح جب مسلمان اپنی اصل روح، یعنی اسلام کی حقیقی تعلیمات سے دور ہو جاتے ہیں تو ان کا اجتماعی شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ علامہ کے نزدیک یہ بکھراؤ اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتا جب تک مسلمان دوبارہ اپنے دین کی طرف رجوع نہ کریں۔ یہ شعر ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ ملت کی بقا اور ترقی کا راز صرف اور صرف اسلام کی پیروی میں ہے۔

1

Urdu

شعر ۲

ہے یہ زوالِ عیدِ خزاں میں کے اتفاق
گھر واعظ نہیں ہے اسے گھر وہ ہار ہے

تشریح

علامہ اقبال امت مسلمہ کے زوال کے حوالے سے یہاں تبصرہ کر رہے ہیں اور موجودہ دور میں مسلمانوں کی حالت زار کا ذکر کر رہے ہیں۔ عید کا تہوار مسلمانوں کے لیے خوشی اور اتحاد کا دن ہوتا ہے، لیکن علامہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی حالت ایسی ہو گئی ہے کہ عید کی خوشیاں بھی ان کے لیے ادھوری ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مسلمان اپنی اصل روح، یعنی اسلام کی حقیقی تعلیمات سے دور ہو گئے ہیں، اس لیے ان کی عید بھی ایک رسم بن کر رہ گئی ہے، جس میں وہ روحانی سکون اور خوشی نہیں ملتی جو اسلام کے اصل پیروکاروں کو ملتی تھی۔ علامہ کا یہ شعر ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ ہمیں اپنی عید کی خوشیوں کو صرف ظاہری نہیں بلکہ روحانی بھی بنانا چاہیے، اور اس کے لیے ہمیں اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنا ہوگا۔

2

Urdu

شعر ۳

ہے جرمِ نغمگی بھی جنوں کی بھی سزا یہاں
چھوڑا نہ مجھ میں ضعف نے رنگِ ثبات ہائے

تشریح

علامہ اقبال امت مسلمہ کے زوال کے حوالے سے یہاں تبصرہ کر رہے ہیں اور موجودہ دور میں مسلمانوں کی حالت زار کا ذکر کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مسلمان اپنی اصل روح، یعنی اسلام کی حقیقی تعلیمات سے دور ہو گئے ہیں، اس لیے ان کی عید بھی ایک رسم بن کر رہ گئی ہے، جس میں وہ روحانی سکون اور خوشی نہیں ملتی جو اسلام کے اصل پیروکاروں کو ملتی تھی۔ علامہ کا یہ شعر ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ ہمیں اپنی عید کی خوشیوں کو صرف ظاہری نہیں بلکہ روحانی بھی بنانا چاہیے، اور اس کے لیے ہمیں اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنا ہوگا۔ علامہ اقبال کے اس شعر میں ایک گہرا فلسفہ پوشیدہ ہے، جو ہمیں زندگی کے بارے میں ایک نئی سوچ عطا کرتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جرم اور سزا کا تعلق صرف انسان کے اعمال سے نہیں ہوتا، بلکہ یہ اس کی فطرت اور اس کے اندر کی کیفیات سے بھی جڑا ہوا ہے۔ یہاں "جرمِ نغمگی" اور "سزائے جنوں" کی بات کی گئی ہے، جو ایک گہرے فلسفیانہ نکتے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ اس دنیا میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنی روح کی گہرائیوں سے نغمے سنتے ہیں، یعنی وہ زندگی کو ایک خاص نظر سے دیکھتے ہیں اور اس میں ایک خاص قسم کی خوبصورتی محسوس کرتے ہیں۔ لیکن یہ نغمگی ان کے لیے سزا بن جاتی ہے، کیونکہ دنیا ان کی اس حساسیت کو سمجھ نہیں پاتی۔ اسی طرح، جنون بھی ایک ایسی کیفیت ہے جو انسان کو عام زندگی سے الگ کر دیتا ہے، اور اسے بھی سزا کی طرح محسوس کیا جاتا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ ان دونوں کیفیات کی وجہ سے اس کے اندر کا رنگِ ثبات یعنی استقامت اور پختگی ختم ہو گئی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اب اس کے پاس کچھ باقی نہیں بچا، کیونکہ اس کی روح اور جنون نے اس کی ہر چیز کو ختم کر دیا ہے۔ یہ شعر ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ زندگی میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنی گہری سوچ اور حساسیت کی وجہ سے دنیا سے الگ تھلگ محسوس کرتے ہیں، اور یہ تنہائی ان کے لیے ایک بڑی سزا بن جاتی ہے۔ علامہ اقبال کا یہ شعر ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ ہمیں دوسروں کی حساسیت اور ان کی کیفیات کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے، کیونکہ ہر شخص کی اپنی ایک دنیا ہوتی ہے، اور ہمیں اس دنیا کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

3

Urdu

[redacted]

شعر ۴

شاخِ تراشہ سینئ اور دمگر نہ
بانٹھتے ہے قافلہ روز سفر نہ

تشریح

اقبال کہتے ہیں کہ اے مسلمان تو کبھی ماضی کے آشیانہ ہوتا ہے کہ اور اس کے لئے کہ محفوظ کے لئے کہ اور کامیابی کے لئے قومیں اتحاد کی پیروی کرتی ہیں۔ اتحاد کی طاقت سے ہی قومیں اپنے مقاصد حاصل کرتی ہیں اور ترقی کی راہ پر گامزن ہوتی ہیں۔ اقبال نے اسی بنیادی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح ایک درخت کی شاخیں اس سے الگ ہو کر اپنی بقا کی جدوجہد میں اکیلی رہ جاتی ہیں، اسی طرح ایک قوم کے افراد بھی اگر اتحاد کو چھوڑ دیں تو وہ کمزور ہو جاتے ہیں اور ان کی منزل کھو جاتی ہے۔ اقبال کہتے ہیں کہ اے مسلمان تو اپنے ماضی کی شاخ سے کٹ کر اپنی بقا کی جدوجہد میں اکیلا رہ جائے گا، تو تیرا قافلہ کبھی منزل تک نہیں پہنچ سکے گا۔ اتحاد ہی وہ طاقت ہے جو قوموں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑتی ہے اور انہیں ایک مضبوط قوت بناتی ہے۔ اس لئے اتحاد ہی قوم کے لئے کامیابی کا راز ہے۔ اقبال کہتے ہیں کہ اتحاد کی طاقت سے ہی قومیں اپنے مقاصد حاصل کرتی ہیں اور ترقی کی راہ پر گامزن ہوتی ہیں۔ اقبال نے اسی بنیادی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح ایک درخت کی شاخیں اس سے الگ ہو کر اپنی بقا کی جدوجہد میں اکیلی رہ جاتی ہیں، اسی طرح ایک قوم کے افراد بھی اگر اتحاد کو چھوڑ دیں تو وہ کمزور ہو جاتے ہیں اور ان کی منزل کھو جاتی ہے۔ اقبال کہتے ہیں کہ اے مسلمان تو اپنے ماضی کی شاخ سے کٹ کر اپنی بقا کی جدوجہد میں اکیلا رہ جائے گا، تو تیرا قافلہ کبھی منزل تک نہیں پہنچ سکے گا۔ اتحاد ہی وہ طاقت ہے جو قوموں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑتی ہے اور انہیں ایک مضبوط قوت بناتی ہے۔ اس لئے اتحاد ہی قوم کے لئے کامیابی کا راز ہے۔ اقبال کہتے ہیں کہ اتحاد کی طاقت سے ہی قومیں اپنے مقاصد حاصل کرتی ہیں اور ترقی کی راہ پر گامزن ہوتی ہیں۔

4

Urdu

شعر ۵

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
شاخِ شجرِ حجرِ حجیرہ بیدار رکھ

تشریح

اے مسلمان! تو اپنی ملت اسلامیہ سے ہمیشہ گہرا رشتہ قائم رکھ، یہی تیری انفرادی اور اجتماعی کامیابی کا راز ہے۔ جب تک تو ملت کے ساتھ جڑا رہے گا، تو ہر مشکل سے نکل جائے گا۔ اقبال کہتے ہیں کہ جس طرح ایک درخت کی شاخیں اس سے الگ ہو کر خشک ہو جاتی ہیں، اسی طرح ایک فرد بھی اگر اپنی ملت سے کٹ جائے تو وہ کمزور ہو جاتا ہے۔ اقبال کہتے ہیں کہ اے مسلمان تو اپنے ماضی کی شاخ سے کٹ کر اپنی بقا کی جدوجہد میں اکیلا رہ جائے گا، تو تیرا قافلہ کبھی منزل تک نہیں پہنچ سکے گا۔ اتحاد ہی وہ طاقت ہے جو قوموں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑتی ہے اور انہیں ایک مضبوط قوت بناتی ہے۔ اس لئے اتحاد ہی قوم کے لئے کامیابی کا راز ہے۔ اقبال کہتے ہیں کہ اتحاد کی طاقت سے ہی قومیں اپنے مقاصد حاصل کرتی ہیں اور ترقی کی راہ پر گامزن ہوتی ہیں۔ اقبال نے اسی بنیادی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح ایک درخت کی شاخیں اس سے الگ ہو کر اپنی بقا کی جدوجہد میں اکیلی رہ جاتی ہیں، اسی طرح ایک قوم کے افراد بھی اگر اتحاد کو چھوڑ دیں تو وہ کمزور ہو جاتے ہیں اور ان کی منزل کھو جاتی ہے۔ اقبال کہتے ہیں کہ اے مسلمان تو اپنے ماضی کی شاخ سے کٹ کر اپنی بقا کی جدوجہد میں اکیلا رہ جائے گا، تو تیرا قافلہ کبھی منزل تک نہیں پہنچ سکے گا۔ اتحاد ہی وہ طاقت ہے جو قوموں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑتی ہے اور انہیں ایک مضبوط قوت بناتی ہے۔ اس لئے اتحاد ہی قوم کے لئے کامیابی کا راز ہے۔ اقبال کہتے ہیں کہ اتحاد کی طاقت سے ہی قومیں اپنے مقاصد حاصل کرتی ہیں اور ترقی کی راہ پر گامزن ہوتی ہیں۔

تفہیم و خلاصہ

علامہ اقبال اسلام کے دورِ عروج اور ملتِ اسلامیہ کے انحطاط اور انتشار کے بعد اس کے احیا کے داعی تھے۔ اس شعر میں انہوں نے ملت کے اجتماعی زوال اور انتشار کو ایک درخت سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح خزاں میں درخت کی شاخیں سوکھ کر گر جاتی ہیں اور بہار آنے پر بھی وہ شاخیں دوبارہ اسی درخت سے نہیں جڑ سکتیں، اسی طرح جب مسلمان اپنی اصل روح، یعنی اسلام کی حقیقی تعلیمات سے دور ہو جاتے ہیں تو ان کا اجتماعی شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ علامہ کے نزدیک یہ بکھراؤ اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتا جب تک مسلمان دوبارہ اپنے دین کی طرف رجوع نہ کریں۔ یہ شعر ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ ملت کی بقا اور ترقی کا راز صرف اور صرف اسلام کی پیروی میں ہے۔

5

Urdu

مسلمانوں کی عید ہو رہی ہے، اور ہر جگہ سے زبردست جوش و خروش نظر آ رہا ہے۔ لوگ نئے کپڑے پہن رہے ہیں، ایک دوسرے کو گلے لگا رہے ہیں، اور مبارکباد دے رہے ہیں۔ لیکن علامہ اقبال کی نظر اس ظاہری خوشی سے آگے دیکھ رہی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ عید ہمارے لیے ایک سوال بن گئی ہے، کیونکہ ہم اس میں وہ روحانی سکون اور خوشی محسوس نہیں کر پا رہے جو اسلام کے اصل پیروکاروں کو ملتی تھی۔ اقبال کہتے ہیں کہ اے مسلمان! تو اپنے ماضی کی شاخ سے کٹ کر اپنی بقا کی جدوجہد میں اکیلا رہ جائے گا، تو تیرا قافلہ کبھی منزل تک نہیں پہنچ سکے گا۔ اتحاد ہی وہ طاقت ہے جو قوموں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑتی ہے اور انہیں ایک مضبوط قوت بناتی ہے۔ اس لئے اتحاد ہی قوم کے لئے کامیابی کا راز ہے۔ اقبال کہتے ہیں کہ اتحاد کی طاقت سے ہی قومیں اپنے مقاصد حاصل کرتی ہیں اور ترقی کی راہ پر گامزن ہوتی ہیں۔ اقبال نے اسی بنیادی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح ایک درخت کی شاخیں اس سے الگ ہو کر اپنی بقا کی جدوجہد میں اکیلی رہ جاتی ہیں، اسی طرح ایک قوم کے افراد بھی اگر اتحاد کو چھوڑ دیں تو وہ کمزور ہو جاتے ہیں اور ان کی منزل کھو جاتی ہے۔ اقبال کہتے ہیں کہ اے مسلمان تو اپنے ماضی کی شاخ سے کٹ کر اپنی بقا کی جدوجہد میں اکیلا رہ جائے گا، تو تیرا قافلہ کبھی منزل تک نہیں پہنچ سکے گا۔ اتحاد ہی وہ طاقت ہے جو قوموں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑتی ہے اور انہیں ایک مضبوط قوت بناتی ہے۔ اس لئے اتحاد ہی قوم کے لئے کامیابی کا راز ہے۔ اقبال کہتے ہیں کہ اتحاد کی طاقت سے ہی قومیں اپنے مقاصد حاصل کرتی ہیں اور ترقی کی راہ پر گامزن ہوتی ہیں۔

6

Urdu

ہیں۔ ہر قوم کا اپنا ایک منفرد مقصد ہے، جو اسے دوسری قوموں سے الگ کرتا ہے۔ یہاں اقبال کہتے ہیں کہ ملت اسلامیہ کا مقصد بقا نہیں بلکہ نشاۃ ثانیہ ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ امت مسلمہ صرف اپنی بقا کی فکر نہ کرے، بلکہ اپنے ماضی کی شاندار روایات کو زندہ کرے اور دنیا میں ایک بار پھر اپنا مقام حاصل کرے۔ اقبال کہتے ہیں کہ اے مسلمان! تو اپنے ماضی کی شاخ سے کٹ کر اپنی بقا کی جدوجہد میں اکیلا رہ جائے گا، تو تیرا قافلہ کبھی منزل تک نہیں پہنچ سکے گا۔ اتحاد ہی وہ طاقت ہے جو قوموں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑتی ہے اور انہیں ایک مضبوط قوت بناتی ہے۔ اس لئے اتحاد ہی قوم کے لئے کامیابی کا راز ہے۔ اقبال کہتے ہیں کہ اتحاد کی طاقت سے ہی قومیں اپنے مقاصد حاصل کرتی ہیں اور ترقی کی راہ پر گامزن ہوتی ہیں۔

7

حل مشقی سوالات

1۔ درج ذیل سوالوں کے جواب دیں۔

(الف) اقبال نے ڈالی اور شجر سے کیا مراد لیا ہے؟

جواب: ڈالی کے لغوی معنی ٹہنی یا شاخ کے ہیں۔ شجر کے لغوی معنی درخت کے ہیں۔ اقبال کے مطابق شجر سے مراد "قوم" یعنی ملت اسلامیہ ہے اور ڈالی سے مراد ملت اسلامیہ کا فرد ہے۔

(ب) عہدہ خزاں کس کے واسطے لازوال ہے؟

جواب: عہدِ خزاں ملت اسلامیہ کے ہر فرد کے لیے لازوال ہے۔

(ج) کس کے گلستان میں فصل خزاں کا دور ہے؟

جواب: مسلمان کے باغ میں پت جھڑ کے موسم کا دورہ ہے۔ مراد یہ ہے کہ مسلمان زوال پذیر ہو رہے ہیں۔

(د) جیب گل کس چیز سے خالی ہے؟

جواب: جیب گل خالص سونے سے خالی ہے مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کا ایمان کمزور ہوگیا ہے۔

(ہ) "خلوتِ اوراق" میں کون نغمہ زن تھے؟

جواب: خلوتِ اوراق میں طیور نغمہ زن تھے جو پرندے پتوں کی تنہائی میں گیت گا رہے تھے وہ سایہ دار درخت سے رخصت ہوگئے ہیں۔

(و) ہمیں کس چیز سے سبق اندوز ہونا چاہیے؟

جواب: ہمیں قوم سے الگ ہونے والے افراد سے سبق سیکھنا چاہیئے یعنی مسلمان جو نااتفاقی سے زوال پذیر ہوئے ہیں ان سے سبق سیکھنا چاہئے۔

(ز) امید بہار کے لئے کس بات کی ضرورت ہے؟

جواب: امید بہار کے لیے شجر سے پیوستہ رہنا ضروری ہے۔

2۔ اس نظم کے قوافی کی نشاندہی کریں۔

جواب: بہار، بار، عیار، دار، گار، بہار

3۔ مندرجہ ذیل شعر کی نثر بنائیں۔

جو نغمہ زن تھے خلوت اوراق میں طیور
رخصت ہوئے ترے شجر سایہ دار سے

جواب: جو طیور خلوت اوراق میں نغمہ زن تھے
تیرے شجر سایہ دار سے رخصت ہوئے

4۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
ڈالی	تعلق	سحاب بہار
فصل خزاں	طیور	شجر
واسطہ	سحاب بہار	تعلق
نغمہ زن	شجر	طیور
جیب گل	آشنا	زر کامل عیار
شاخِ بریدہ	زر کامل عیار	سبق اندوز
نا آشنا	سبق اندوز	آشنا

5۔ مندرجہ ذیل تراکیب اور مرکبات کے معنی بتائیں اور جملوں میں استعمال کریں۔

فصل خزاں، سحاب بہار، عہدِ خزاں، برگ وبار، نغمہ زن، خلوت اوراق، شجر سایہ دار، شاخ بریدہ، سبق اندوز، قاعدہ روزگار، امید بہار

الفاظ	معانی	جملے
فصل خزاں	خزاں کا موسم	فصل خزاں میں درختوں سے پتے جھڑنے لگتے ہیں۔
سحاب بہار	موسم بہار کا بادل	سحابِ بہار کے برسنے سے ہر طرف جل تھل ہوگیا۔
عہدِ خزاں	خزاں کا موسم	عہد خزاں میں درختوں کے پتے جھڑنے لگتے ہیں۔
برگ وبار	پھل اور پتے	موسم بہار میں درخت برگ و بار سے بھر گئے۔
نغمہ زن	نغمہ گانے والے	پرندے صبح سویرے باغ میں نغمہ زن تھے۔
خلوت اوراق	پتوں کی تنہائی	پرندے خلوت اوراق میں نغمہ زن تھے۔
شجر سایہ دار	سایہ دار درخت	موسم برسات میں ہر طرف شجر سایہ دار نظر آتے ہیں۔
شاخ بریدہ	کٹی ہوئی شاخ	شاخ بریدہ سوکھ کر جلد ختم ہو جاتی ہے۔
سبق اندوز	سبق حاصل ہونا	دوسروں کی تباہی سے ہمیں سبق اندوز ہونا چاہیے۔
قاعدہ روزگار	زمانے کا دستور	سادہ آدمی قاعدہ روزگار سے ناآشنا ہوتا ہے۔
امید بہار	موسم بہار کی امید	شجر سے پیوستہ رہ کر امید بہار رکھنی چاہیے۔

6۔ واحد کی جمع اور جمع کی واحد لکھیں۔

واحد	جمع	واحد	جمع
شجر	اشجار	ملت	ملل
رابطہ	روابط	فرد	افراد
نغمہ	نغمیں	سبق	اسباق
جمع	**واحد**	**جمع**	**واحد**
اوراق	ورق	طیور	طائر
اقوام	قوم		

7۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

خزاں، گل، لازوال، اتفاق، امید

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
خزاں	بہار	اتفاق	نفاق
گل	خار	امید	نا امید
لازوال	زوال پذیر		

8۔ مندرجہ ذیل الفاظ پر اعراب لگا کر ان کا تلفظ واضح کریں۔

جواب: فَصَلْ، سَحَابْ، بُرِیْدَہْ، گُلِسْتَانْ، سَبَقْ، رُوْزْگَارْ، خَلْوَتْ، اُمِیْدْ۔

9۔ مناسب لفظ کی مدد سے مصرع مکمل کریں۔

(الف) ملت کے ساتھ رابطہ ------------ رکھ۔ (استوار)

(ب) ڈالی گئی جو فصل خزاں میں --------- سے ٹوٹ (شجر)

(ج) ہے --------- عہد خزاں اس کے واسطے (لازوال)

(د) جو ---------- تھے خلوت اوراق میں طیور (نغمہ زن)

(ہ) ممکن نہیں ہری ہو --------- بہار سے (سحابِ بہار)

10۔ علامہ اقبال نے کس طرح اس نظم میں فرد اور قوم کے تعلق کو واضح کیا ہے؟

جواب: علامہ محمد اقبالؒ نے شجر اور اس کی شاخ کے ذریعے فرد اور قوم کے تعلق کو واضح کیا ہے جب کوئی فرد کسی منظم انسانی گروہ کے ساتھ ایک جزو کی حیثیت سے زندگی گزارتا ہے۔ تو اس کا اپنا وجود بھی قائم و دائم رہتا ہے لیکن جس وقت وہ اپنا تعلق قوم سے منقطع کر لیتا ہے تو اس کی انفرادی حیثیت اس کے وجود کو ختم کر دیتی ہے اور اپنی واقفیت کھو دیتا ہے۔